

مقدمے کے سلسلے میں کلکتہ جاتے ہوئے لکھنؤ ٹھہرے تھے۔ غالباً وہاں کوئی طرحی مشاعرہ ہوا، جس کے لیے غزل کہی گئی، ورنہ ایسی زمین میں مرزا خود کوئی غزل لکھنے کے لیے تیار نہ ہوتے۔

میرزا کے خاندان کے لیے ابتدا میں دس ہزار روپے پنشن مقرر ہوئی تھی، لیکن نواب احمد بخش خاں والی فیروز پور جھڑک نے پہلے یہ رقم نصف کرائی، پھر اس میں دو ہزار روپے کا حصہ دار ایک ایسے شخص (مرزا حاجی) کو بنا دیا، جو مرزا کے خاندان میں شامل نہ تھا۔ گویا پنشن دس ہزار کے بجائے تین ہزار رہ گئی۔ میرزا غالب اس لیے کلکتہ گئے تھے کہ دس ہزار کی ابتدائی پنشن بحال کرائیں اور جتنی رقم بقایا رہ گئی، وہ ہمیشہ وصول کریں۔ اسی امید کا ذکر انھوں نے مقطع میں کیا ہے۔ مقدمے میں کئی سال صرف ہو گئے، نتیجہ میرزا کے خلاف مقطع کا پہلا مصرع ابتدا میں یوں تھا:-

لائی ہے معتمد الدولہ بہادر کی امید

معتمد الدولہ آغا میر اس زمانے میں اودھ کے نائب السلطنت یعنی وزیر اعظم تھے، لیکن ان سے ملاقات کی مناسب صورت پیدا نہ ہوئی اور میرزا نے یہ مصرع بدل دیا۔

۱۔ تشریح: شعر سے

واضح ہے کہ اس میں ایک حصہ

مقدمہ ہے، یعنی محبوب سے

بہت کہا کہ رقیب سے میل

جول نہ رکھو اور ہمیں تختہ مشق نہ بناؤ

لیکن محبوب نے عاشق کی التماس و التجا

کا خیال نہ کیا اور رقیب کے ساتھ سلسلہ

روابط بدستور قائم رکھا۔ اس

کے عکس خود عاشق سے ربط ضبط

تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو

مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

بچتے نہیں مواخذہ روزِ حشر سے

قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو